



سوال

(270) لکی کمیٹی کی شرعی حیثیت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے علاقہ میں لکی کمیٹی کا کاروبار عروج پر ہے، چند ساتھی مل کر ماہانہ کمیٹی ڈلٹے ہیں پھر قرعہ اندازی کے ذریعے جس کا نام نکل آتا ہے، اسے موٹر سائیکل دی جاتی ہے اور اس کے بعد وہ کوئی قسط وغیرہ بھی ادا نہیں کرتا، اس کے متعلق کچھ علما کا موقف ہے کہ ایسا کاروبار ناجائز ہے جبکہ کچھ اہل علم حضرات اسے جائز کہتے ہیں، اس سلسلہ میں ہماری راہنمائی فرمائیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال و حرام کے متعلق تمیز نہ کرنے کی جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ دور حاضر میں حقیقت کاروبار دھار کر ہمارے سامنے آرہی ہے، آپ نے فرمایا تھا "میری امت پر ایک وقت آنے گا کہ لوگوں کے درمیان حلال و حرام کی تمیز اٹھ جائے گی، انسان اس بات کی پروا نہیں کرے گا کہ وہ حلال استعمال کرتا ہے یا حرام کھا رہا ہے۔" [1]

ہم دیکھ رہے ہیں کہ لوگ بڑی لاپرواہی اور ڈھٹائی کے ساتھ حرام کھا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بایں الفاظ اس بے حسی کے متعلق فرمایا: "ایک وقت آنے گا کہ لوگ سود خوری میں مبتلا ہوں گے، عرض کیا گیا کہ سب لوگ اس میں مبتلا ہوں گے، فرمایا جو اس سود سے بچنے کی کوشش کریں گے انہیں بھی سود کی گرد و غبار اور اس کا دھواں ضرور پہنچے گا۔" [2] چنانچہ ہمارے معاشرے میں ایسی ایسی سودی سکیمیں رائج ہو رہی ہیں کہ جنہیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

اس وضاحت کے بعد ہم تفصیل کے ساتھ صورت مسئلہ کا جائزہ لیتے ہیں، ہمارے ہاں کمیٹی سسٹم تین طرح کا ہے، یعنی سادہ کمیٹی، بولی والی کمیٹی اور لکی کمیٹی

سادہ کمیٹی: چند احباب مل کر اپنی تھوڑی تھوڑی پس انداز رقم کو ماہ ب ماہ کسی کے پاس جمع کرتے رہتے ہیں پھر ہر مہینے پہلے سے طے شدہ پروگرام یا قرعہ انداز کے ذریعے تمام جمع شدہ رقم ممبران میں سے کوئی ایک لے لیتا ہے یہ جسے رقم مل جاتی ہے، اس کا نام آئندہ طے شدہ پروگرام یا قرعہ اندازی میں شامل نہیں کیا جاتا، البتہ اپنی پس انداز رقم ہر ماہ ادا کرتا رہتا ہے، اس کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ یہ ایک امداد باہمی کا ذریعہ ہے، اس طریقہ سے تھوڑی تھوڑی رقم یکمشت مل جاتی ہے جسے کسی ہنگامی مصرف میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔

بولی والی کمیٹی: اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ چند آدمی مل کر کمیٹی ڈلٹے ہیں، پھر ایک مقررہ تاریخ پر اس جمع شدہ رقم کی بولی لگائی جاتی ہے، جو ممبر سب سے کم بولی لگانے سے جمع شدہ رقم دے دی جاتی ہے۔ مثلاً اگر جمع شدہ رقم پچاس ہزار روپیہ ہے تو اس کی چالیس ہزار بولی لگانے والے کو چالیس ہزار دے دیا جاتا ہے، باقی دس ہزار رقم تمام ممبران آپس



میں تقسیم کر لیتے ہیں، اس کے ناجائز اور حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ یہ ایک کاروبار ہے، اس میں امداد باہمی کا جذبہ نہیں پایا جاتا، یہ کاروبار اس لیے ناجائز ہے کہ اس کی بنیاد ناجائز ذرائع سے مال کھانے پر ہے، جس کی حرمت اللہ تعالیٰ نے بائیں الفاظ بیان فرمائی ہے۔

”اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقوں سے مت کھاؤ۔“ [3]

مذکورہ کمیٹی کا کاروبار اس لیے ناجائز ہے کہ نقد تھوڑی سی رقم وصول کر کے آئندہ زیادہ رقم ادا کرنا ہے، سود بھی یہی ہے کہ ایک آدمی تھوڑی رقم نقد وصول کر کے آئندہ معین مدت پر زیادہ رقم ادا کرتا ہے، چونکہ یہ ایک کاروبار ہے اور کاروبار میں جب کرنسی کا تبادلہ ہوتا ہے تو مساویانہ طور پر ہونا چاہیے، کسی پیشی کے ساتھ ایک ہی جنس کا تبادلہ شرعاً حرام ہے جس کی حرمت صریح اور واضح نصوص سے ثابت ہے۔

لکی کمیٹی: اس میں چند ممبران کمیٹی ڈالتے ہیں اور کمیٹی کا اہتمام کرنے والے کی طرف سے یہ پیشکش ہوتی ہے کہ قرعہ اندازی کے ذریعے جس کا پہلے نام نکل آیا اسے موٹر سائیکل دی جائے گی اور آئندہ اسے کمیٹی جمع کرانے سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا، اس طرح طے شدہ ایک حد تک اس پیشکش سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اس کے ناجائز ہونے میں بھی کوئی شک نہیں کیونکہ اگر دو ہزار ماہانہ کمیٹی ہے اور کسی کا نام پہلی ہی کمیٹی کی ادائیگی پر نکل آتا ہے تو اسے ساٹھ ہزار کی موٹر سائیکل صرف دو ہزار روپیہ جمع کرانے میں مل جاتی ہے، اسے یہ فائدہ ایک اتفاقی طور پر ملا ہے حالانکہ تمام ممبران اس میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔

یہ جوئے کی ایک شکل ہے جسے قرآن کریم نے واضح طور پر حرام کیا ہے، دور جاہلیت میں تیروں (ازلام) کے ذریعے قسمت آزمائی کی جاتی تھی جسے اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ آیت نمبر ۹۰ میں حرام کیا ہے اور لکی کمیٹی میں قرعہ اندازی کے ذریعے جو اکھیلا جاتا ہے لہذا اس قسم کے کاروبار سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (واللہ اعلم)

[1] صحیح بخاری، البیوع: ۲۰۵۹۔

[2] مسند احمد، ص ۳۹۳، ج ۲۔

[3] النساء: ۲۹۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد 4 - صفحہ نمبر: 252

محدث فتویٰ